

اسلام کس چیز کا علمبردار ہے

(اپریل کے آغاز میں اسلامک کونسل آف یورپ لندن میں ایک کانفرنس کر رہی ہے۔ یہ مقالہ اسی

کی فرمائش پر لکھ کر بھیجا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ اپنی بیماری کے باعث میں خود وہاں نہ جاسکا)

۱۔ ابتداء ہی میں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام کسی ایسے دین کا نام نہیں

ہے جسے پہلی مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہوا اور اس بنا پر آپ کو بانی اسلام کہنا صحیح ہو۔ قرآن اس امر کی

پوری صراحت کرتا ہے کہ خدا کی طرف سے نوع انسانی کے لیے ہمیشہ ایک ہی دین بھیجا گیا ہے، اور وہ ہے اسلام۔

خدا کے آگے سراسر اطاعت ٹھکانا دینا۔ دنیا کے مختلف حصوں اور مختلف قوموں میں جو انبیاء بھیجے ہوئے

آئے تھے، وہ اپنے کسی الگ دین کے بانی نہیں تھے کہ ان میں سے کسی کے لئے ہوئے دین کو نوعیت، اور کسی کے دین کو ابراہیمیت،

یا موسویت، یا عیسائیت کہا جاسکے۔ بلکہ ہر آنے والا نبی اسی ایک دین کو پیش کرتا رہا جو اُس سے پہلے کے انبیاء پیش

کرتے چلے آ رہے تھے۔

۲۔ انبیاء میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت دراصل یہ ہے کہ (۱) وہ خدا کے آخری نبی ہیں۔ (۲) ان

کے ذریعے سے خدا نے اسی اصل دین کو پھر تازہ کر دیا جو تمام انبیاء کا لایا ہوا تھا۔ (۳) اُس میں جو آمیزشیں مختلف

زمانوں کے لوگوں نے کر کے الگ الگ مذاہب (RELIGIONS) بنا لیے تھے اُن سب کو خدانے چھانٹ کر

الگ کر دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے اصلی اور خالص اسلام کی تعلیم نوع انسانی کو دی۔ (۴) اُن کے

بعد چونکہ خدا کو کوئی نبی بھیجنا نہیں تھا اس لیے اُن کو جو کتاب اُس نے دی اُسے اُس کی اصل زبان میں لفظ بلفظ محفوظ کر دیا،

۱۷ الاحقاف: ۹ - آل عمران: ۱۹، ۶۷، ۸۳ تا ۸۵ - یونس: ۸۴، ۷۲ - البقرہ: ۱۲۸، ۱۳۱ تا ۱۳۳ -

یوسف: ۱۰۱ - المائدہ: ۴۴، ۱۱۱ - النمل: ۴۴ -

۱۸ الاحزاب: ۴۰ - الشوری: ۱۳ - آل عمران: ۸۴ - البینہ: ۳، ۲۱ - الحج: ۹ - البروج: ۲۲ -

تاکہ انسان ہر زمانے میں اس سے ہدایت حاصل کر سکے۔ (۵) خود ان کی سیرت اور سنت کو صحابہ اور بعد کے محدثین نے ایسے بے مثل طریقے سے محفوظ کر لیا جس سے زیادہ محفوظ طریقہ سے کبھی کسی نبی یا کسی اور تاریخی شخصیت کے حالات زندگی اور اس کے اقوال و اعمال محفوظ نہیں کیے گئے۔ (۶) اس طرح قرآن مجید اور اس کے لانے والے نبی کی مستند سیرت و سنت، دونوں باہم مل کر ہمیشہ کے لیے یہ معلوم کرنے کا قابل اعتماد ذریعہ بن گئے ہیں کہ

۱۔ قرآن مجید کے متعلق یہ امر ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ یہ بلا کسی تغیر و تبدل کے ٹھیک وہی قرآن مجید ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔ اس کے نزول کے وقت ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لکھواتے رہے تھے اور یہ سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا۔ اس مکمل قرآن مجید کو آپ کے پہلے خلیفہ نے ایک کتاب کی شکل میں نقل کرا کے محفوظ کر لیا اور پھر تیسرے خلیفہ نے اس کی نقلیں تمام اسلامی دنیا کے مراکز میں بھیج دیں۔ اُس وقت سے لے کر آج تک ہر ملک اور ہر صدی کے مکتوبہ اور مطبوعہ قرآن جمع کر کے دیکھ لیا جائے، ان میں کوئی فرق نہیں پایا جائے گا۔ اس کے علاوہ نمازیں قرآن مجید پڑھنے کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے پہلے ہی دن سے دے دیا گیا تھا۔ اس لیے سینکڑوں صحابہ کرام نے پورا قرآن مجید، اور تمام صحابہ کرام نے اس کا کوئی نہ کوئی حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں یاد کر لیا تھا۔ اُس وقت سے آج تک قرآن مجید کو لفظ بلفظ یاد کرنے اور ہر سال رمضان کی نماز تراویح میں پورا قرآن مجید زبانی سنانے کا سلسلہ پوری اسلامی دنیا میں رائج چلا آ رہا ہے اور ہر زمانے میں لاکھوں حافظ موجود رہے ہیں۔ دنیا کی کوئی مذہبی کتاب بھی اس طرح نہ تحریری شکل میں مکتوب اور نہ حافظوں میں محفوظ ہوئی ہے کہ اس کی صحت میں شک کا ادنیٰ امکان نہ ہو۔ ۲۔ مختصراً وہ طریقہ یہ تھا کہ جو شخص بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کرتا اُسے لازماً یہ بتانا پڑتا تھا کہ اس تک کن راویوں کے ذریعے سے وہ بات پہنچی ہے، اور روایت کا یہ سلسلہ کسی ایسے شخص تک پہنچتا ہے یا نہیں جس نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات سنی ہو، یا آپ کو وہ کام کرتے دیکھا ہو۔ پھر جن راویوں کے ذریعے سے یہ روایات بعد کے لوگوں تک پہنچیں ان کے حالات کی جانچ پڑتال کی گئی تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ ان کی بیان کی ہوئی روایات قابل اعتماد ہیں یا نہیں۔ اس طرح احادیث کے مجموعے تیار کیے گئے جن کے مرتب کرنے والوں نے ہر حدیث کے راویوں کا پورا سلسلہ درج کر دیا، اور اس کے ساتھ راویوں کے حالات پر بھی کتابیں لکھی گئیں جن کی مدد سے آج بھی ہم یہ تحقیق کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی تھی اور انہوں نے اپنے قول و عمل سے لوگوں کو کیا تعلیم دی تھی۔

خدا کا دین دراصل کیا ہے، کیا رہنمائی وہ ہمیں دیتا ہے، اور ہم سے کیا چاہتا ہے۔

۳۔ اگرچہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ اُن پر بھی جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور اُن پر بھی جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں آیا۔ اور یہ ایمان ہمارے عقیدے کا ایسا لازمی حصہ ہے جس کے بغیر ہم مسلمان نہیں ہو سکتے، لیکن ہدایت حاصل کرنے کے لیے ہم صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ کسی تعصب کی بنا پر نہیں ہے۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ (۱) وہ آخری نبی ہیں اس لیے ان کی لائی ہوئی تعلیم خدا کی طرف سے جدید ترین ہدایت (LATEST DISPENSATION) ہے، (۲) اُن کے ذریعے سے جو کلام اللہ (WORD OF GOD) ہم کو پہنچا ہے وہ خالص اللہ کا کلام ہے جس کے ساتھ کسی انسانی کلام کی آمیزش نہیں ہوئی ہے۔ وہ اپنی اصل زبان میں محفوظ ہے، اس کی زبان ایک نئے زندہ زبان ہے جسے آج بھی کوڑوں انسان بولتے، لکھتے اور سمجھتے ہیں، اور اس زبان کی گرامر، لغت، محاورے، تلفظ اور اطالیہ میں نزول قرآن کے زمانے سے اب تک کوئی تغیر نہیں آیا ہے، اور (۳) جیسا کہ ابھی میں بیان کر چکا ہوں اُن کی سیرت، اخلاق، کردار، اقوال اور اعمال کے متعلق پورا تاریخی ریکارڈ زیادہ سے زیادہ ممکن صحت، اور زیادہ سے زیادہ ممکن تفصیلات کے ساتھ محفوظ ہے۔ یہ بات چونکہ دوسرے انبیاء پر صادق نہیں آتی اس لیے ہم اُن پر صرف ایمان رکھ سکتے ہیں، عملاً اُن کی پیروی نہیں کر سکتے۔

۴۔ ہمارے عقیدے کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام دنیا کے لیے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ اس لیے کہ (۱) قرآن مجید اس کی صراحت کرتا ہے۔ (۲) یہ اُن کے آخری نبی ہونے کا منطقی تقاضا ہے، کیونکہ دنیا میں ایک نبی کے آخری نبی ہونے سے خود بخود یہ لازم آتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لیے اور اپنے بعد آنے والے ہر زمانے کے لیے ہادی و رہبر ہو۔ (۳) اُن کے ذریعے سے وہ ہدایت مکمل طور پر دی گئی ہے جو راہ راست پر چلنے کے لیے انسان کو درکار ہے، اور یہ بھی اُن کے آخری نبی ہونے کا منطقی تقاضا ہے، کیونکہ مکمل ہدایت کے بغیر جو نبی بھیجا گیا ہو وہ آخری نبی نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کے بعد پھر ایک نبی کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ (۴) اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ان کے بعد کچھلے چودہ سو سال میں کوئی ایسی شخصیت نہیں

۱۷ المؤمن : ۷۸ - ۱۸ البقرہ : ۲۸۵ - النساء : ۱۵۰ تا ۱۵۲ -

۱۹ الاعراف : ۱۵۸ - الانعام : ۱۹ - سبا : ۲۸ - التکویر : ۲۰ - ۲۱ الفائدہ : ۳ -

آئی ہے جو خدا کی طرف سے نبی ہونے کا دعویٰ کرنے کے ساتھ اپنی سیرت و کردار اور اپنے کام اور کلام میں انبیاء سے کوئی ادنیٰ درجے کی بھی مشابہت رکھتی ہو، جس نے حامل وحی ہونے کا دعویٰ کر کے کوئی ایسی کتاب پیش کی ہو جو خدائی کلام سے برائے نام بھی کوئی مناسبت رکھتی ہو، اور جسے شریعت دینے والا (LAW GIVER) نبی کہا جاسکتا ہو۔

۵۔ گفتگو کے اس مرحلے پر یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ خدا کی طرف سے انسان کو کس خاص علم کی ضرورت ہے جو صرف انبیاء ہی کے ذریعہ سے دیا گیا ہے؟

دنیا میں ایک قسم کی چیزیں وہ ہیں جنہیں ہم اپنے حواس کے ذریعہ سے محسوس کر سکتے ہیں یا اپنے فنی آلات (SCIENTIFIC INSTRUMENTS) سے کام لے کر ان کا ادراک کر سکتے ہیں اور ان ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات کو مشاہدات و تجربات اور فکر و استدلال کی مدد سے مرتب کر کے نئے نئے نتائج تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس نوعیت کی اشیاء کا علم خدا کی طرف سے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہماری اپنی تلاش و جستجو، غور و فکر اور تحقیق و اکتشاف کا دائرہ ہے۔ اگرچہ اس معاملہ میں بھی ہمارے خالق نے ہمارا ساتھ بالکل چھوڑ نہیں دیا ہے۔ تاریخ کے دوران میں وہ غیر محسوس طریقے سے ایک تدریج کے ساتھ اپنی پیدا کی ہوئی دنیا سے ہمارا تعارف کراتا رہا ہے۔ علم و واقفیت کے دروازے ہم پر کھولتا رہا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً الہامی طور پر کسی نہ کسی انسان کو ایسی کوئی بات سمجھاتا رہا ہے جس سے وہ کوئی نئی ایجاد، یا کوئی نیا قانونِ فطرت دریافت کرنے پر قادر ہو سکا ہے۔ لیکن فی الجملہ ہے یہ انسانی علم ہی کا دائرہ جس کے لیے خدا کی طرف سے کسی نبی اور کتاب کے آنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس دائرے میں جو معلومات مطلوب ہیں انہیں حاصل کرنے کے ذرائع انسان کو دے دیے گئے ہیں۔

دوسری قسم کی چیزیں وہ ہیں جو ہمارے حواس اور ہمارے فنی آلات کی پہنچ سے بالاتر ہیں۔ جنہیں نہ ہم تول سکتے ہیں، نہ تاپ سکتے ہیں، نہ اپنے ذرائعِ علم میں سے کوئی ذریعہ استعمال کر کے ان کے متعلق وہ واقفیت ہم پہنچا سکتے ہیں جسے ”علم“ (KNOWLEDGE) کہا جاسکتا ہو۔ فلسفی اور سائنس دان ان کے بارے میں اگر کوئی رائے قائم کرتے ہیں تو وہ محض قیاس (GUESS) اور ظن و تخمین (SPECULATION) ہے جسے علم نہیں کہا جاسکتا۔ یہ آخری حقیقتیں (ULTIMATE REALITIES) ہیں جن کے متعلق استدلالی نظریات کو خود وہ لوگ بھی یقینی قرار نہیں دے سکتے جنہوں نے ان نظریات کو پیش کیا ہے۔

اور اگر وہ اپنے علم کے حدود کو جانتے ہوں تو نہ اُن پر خود ایمان لاسکتے ہیں نہ کسی کو ایمان لانے کی دعوت دے سکتے ہیں۔

یہی وہ دائرہ ہے جس میں انسان حقیقت کو جاننے کے لیے خالق کائنات کے دیے ہوئے علم کا محتاج ہے۔ اور خالق نے یہ علم کبھی اس طرح نہیں دیا ہے کہ کوئی کتاب چھاپ کر ایک ایک آدمی کے ہاتھ میں دے دی ہو، اور اس سے کہا ہو کہ اسے پڑھ کر خود معلوم کر لے کہ کائنات کی اور خود تیری حقیقت کیا ہے، اور اس حقیقت کے لحاظ سے دنیا کی زندگی میں تیرا طرز عمل کیا ہونا چاہیے۔ اس علم کو انسانوں تک پہنچانے کے لیے اُس نے ہمیشہ انبیاء کو ذریعہ بنایا ہے، وحی کے ذریعے اُن کو حقائق سے آگاہ کیا ہے اور انہیں اس کام پر مامور کیا ہے کہ یہ علم لوگوں تک پہنچادیں۔

۴۔ نبی کا کام صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ بس حقیقت کا علم لوگوں تک پہنچادے۔ بلکہ اس کا کام یہ بتانا بھی ہے کہ اس علم کے مطابق خدا اور انسان کے درمیان اور انسان اور انسان کے درمیان کیا تعلق فی الحقیقت (FACTUALLY) ہے اور کیا تعلق عملاً (ACTUALLY) ہونا چاہیے۔ یہ علم کن عقائد کا، کن عبادات کا، کن اخلاقیات کا، اور کن اصول تہذیب و تمدن کا تقاضا کرتا ہے۔ اور اس علم کی رُو سے معاشرت، معیشت، مالیات (FINANCE)، سیاست، عدالت، صلح و جنگ، بین الاقوامی تعلقات، غرض زندگی کے ہر شعبے کی تشکیل کن اصولوں پر ہونی چاہیے۔ نبی صرف ایک نظام عبادات و رسوم (RITUAL AND WORSHIP) لے کر نہیں آتا جسے دنیا کی اصطلاح میں مذہب (RELIGION) کہا جاتا ہے، بلکہ وہ ایک پورا نظام زندگی لے کر آتا ہے جس کا نام اسلام کی اصطلاح میں دین (WAY OF LIFE) ہے۔

۵۔ پھر یہ بھی نہیں ہے کہ نبی کا مشن صرف دین کا علم پہنچانے تک ہی محدود ہو۔ بلکہ اس کا مشن یہ بھی ہے کہ جو لوگ اُس کے پیش کردہ دین کو قبول کر کے مسلم بن جائیں انہیں وہ دین سمجھائے، اُس کے عقائد، اخلاقیات، عبادات، قانونی احکام اور مجموعی نظام حیات سے ان کو آگاہ کرے، ان کے سامنے خود ایک نمونے کا مسلمان بن کر دکھائے تاکہ وہ اپنی زندگی میں اس کی پیروی کر سکیں، انہیں انفرادی اور اجتماعی تربیت دے کر ایک صحیح اسلامی تہذیب و تمدن کے لیے عملاً تیار کرے، اور ان کو منظم کر کے ایک ایسی جماعت بنا دے جو دنیا میں خدا کے دین کو بالفعل قائم کرنے کی جدوجہد کرے یہاں تک کہ خدا کا کلمہ بلند ہو جائے اور دوسرے کلمے لپٹ ہو کر رہ جائیں۔ ضروری نہیں ہے کہ سب نبی اپنے اس مشن کو کامیابی کے آخری مراحل تک پہنچانے میں کامیاب ہی ہو گئے ہوں۔

بہت سے انبیاء ایسے ہیں جو اپنے کسی قصور کی بنا پر نہیں بلکہ متعصب لوگوں کی مزاحمت اور حالات کی نامساعدت کے باعث اس میں ناکام ہو گئے۔ لیکن بہر حال تمام انبیاء کا مشن تھا یہی۔ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تاریخ میں نمایاں ہے کہ انہوں نے خدا کی بادشاہی زمین میں اسی طرح قائم کر کے دکھا دی جیسی وہ آسمان میں ہے۔

۸۔ قرآن مجید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز ہی سے اپنا خطاب یا تو تمام انسانوں کے لیے عام رکھا ہے، یا پھر انسانوں میں سے جو بھی اسلام کی دعوت کو قبول کر لیں ان کو مومن ہونے کی حیثیت سے مخاطب کیا ہے۔

قرآن مجید کو اول سے لے کر آخر تک دیکھ جائیے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریروں اور گفتگوؤں کے پورے ریکارڈ کی بھی چھان بین کر لیجیے۔ آپ کہیں یہ نہ دیکھیں گے کہ اس کتاب نے اور اس کے لانے والے رسولؐ نے کسی خاص ملک یا قوم یا نسل یا رنگ یا طبقے کے لوگوں کو، یا کسی خاص زبان کے بولنے والوں کو پکارا ہو۔ ہر جگہ یا تو یابنی آدمؑ، اے اولادِ آدمؑ، یا ایتھما الناس، اے انسانو کہہ کر پوری نوع انسانی کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی ہے، یا پھر اسلام قبول کرنے والوں کو احکام اور ہدایات دینے کے لیے ایتھما الذین امنوا، اے لوگو جو ایمان لائے ہو کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ اس سے خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کی دعوت عالمگیر (UNIVERSAL) ہے، اور جو انسان بھی اس دعوت کو قبول کر لیں وہ بالکل برابر کے حقوق کے ساتھ یکساں حیثیت میں مومن (BELIEVER) ہیں۔ قرآن کہتا ہے "اہل ایمان تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ بھی اسلام کے عقائد قبول کر لیں اور مسلمانوں کا سا طرز عمل اختیار کر لیں، ان کے حقوق وہی ہیں جو ہمارے حقوق ہیں اور ان کے واجبات بھی وہی ہیں جو ہمارے واجبات ہیں۔ اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سنو، تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم) بھی ایک۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں۔ نہ کوئی کالا کسی گورے پر فضیلت رکھتا ہے اور نہ کوئی گورا کسی کالے پر۔ فضیلت ہے تو خدا ترسی کی بنا پر ہے۔ تم میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہے۔

۱۰۔ البخاری، صلاۃ، ۳۸۔ نسائی، تحریم، ۲۰۔

۱۰۔ الحجرات، ۱۰۔

۱۱۔ مسند احمد، جلد ۵، ص ۴۱۱۔ بیہقی، کتاب الحج۔ بخاری و مسلم یعنی۔ زاد المعاد لابن القیم،

۱۲۔ ص ۳۱۔

۹۔ اسلام کی بنیاد جن عقائد پر ہے ان میں سب سے مُقَدَّم اور سب سے اہم خدائے واحد پر ایمان ہے۔
 - صرف اس بات پر نہیں کہ خدا موجود ہے، اور صرف اس بات پر بھی نہیں کہ وہ ایک ہے، بلکہ اس بات پر کہ وہی تنہا اس کائنات کا خالق، مالک (MASTER)، حاکم (RULER) اور پدپدر (ADMINISTRATOR) ہے۔ اسی کے قائم رکھنے سے یہ کائنات قائم ہے، اسی کے چلانے سے یہ چل رہی ہے، اور اس کی ہر چیز کو اپنے قیام و بقا کے لیے جس رزق (SUBSISTENCE) یا قوت (ENERGY) کی ضرورت ہے اس کا فراہم کرنے والا وہی ہے۔ حاکمیت کی تمام صفات (ATTRIBUTES OF SOVEREIGNTY) صرف اسی میں پائی جاتی ہیں، اور کوئی ان میں ذرہ برابر بھی اُس کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ خداوندی و اُلُوہیت (DIVINITY) کی جملہ صفات کا بھی صرف وہی حامل ہے، اور ان میں سے بھی کوئی صفت اُس کی ذات کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ پوری کائنات کو اور اس کی ایک ایک چیز کو وہ بیک نظر دیکھ رہا ہے۔ کائنات اور اس کی ہر شے کو وہ براہ راست جانتا ہے۔ نہ صرف اس کے حال کو، بلکہ اس کے ماضی اور مستقبل کو بھی۔ یہ نگاہ ہمہمیں اور یہ جامع علم غیب اُس کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کے سوا سب فانی ہیں اور اپنی ذات سے خود زندہ و باقی صرف وہی ہے۔ وہ نہ کسی کی آلودہ ہے اور نہ کوئی

۱۵ الانعام: ۷۳ - الرعد: ۱۶ - طہ: ۸۳، ۸۴ - الاعراف: ۵۲ - السجده: ۵ - البقرہ: ۱۰۴ - الفرقان: ۲ -

۱۶ فاطر: ۳، ۴ - الذاریات: ۵۸ - الانعام: ۱۶۴ -

۱۷ الانعام: ۵۷، ۱۸ - الکہف: ۲۶، ۲۷ - الحديد: ۵ - الحشر: ۲۳ - الملک: ۱ - یس: ۸۳ - الفتح: ۱۱ -

یونس: ۱۰۴ - الجن: ۲۲ - المؤمنون: ۸۸ - البروج: ۱۶ - المائدہ: ۱ - الرعد: ۴۱ - الانبیاء: ۲۳ - التین: ۸ -

آل عمران: ۲۶، ۸۳، ۱۵۴ - الاعراف: ۱۲۸ -

۱۸ مریم: ۸۱، ۸۲ - یس: ۷۴ - ہود: ۱۰۱ - النمل: ۱۶، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۵۱ - الاحقاف: ۲۴، ۲۸ -

یس: ۲۲، ۲۳ - یونس: ۱۸ - الزخرف: ۸۴ - فاطر: ۳ - الانعام: ۴۶ - القصص: ۴۰، ۴۲ -

سبا: ۲۲، ۲۳ - الزمر: ۶۰، ۶۱ - النمل: ۶۰، ۶۱ - الفرقان: ۳ - النمل: ۳ تا ۵ -

۱۹ الملک: ۱۳، ۱۴، ۱۹ - الکہف: ۲۶ - تی: ۱۶ - الحديد: ۴ - النمل: ۶۵ - سبا: ۳۲ - الانعام: ۵۹ -

۲۰ الحديد: ۳ - القصص: ۸۸ - الرحمن: ۲۷ - البقرہ: ۲۵۵ - المؤمن: ۶۵ -

اس کی اولاد۔ اُس کی ذات کے سوا دنیا میں جو بھی ہے وہ اس کی مخلوق ہے اور دنیا میں کسی کی بھی یہ حیثیت نہیں ہے کہ اُس کو کسی معنی میں بھی ربِّ کائنات (LORD OF THE UNIVERSE) کا ہم جنس یا اُس کا بیٹا یا بیٹی کہا جاسکے۔ وہی انسان کا حقیقی معبود ہے، کسی کو عبادت میں اس کے ساتھ شریک کرنا سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑی بے وفائی (INFIDALITY) ہے۔ وہی انسان کی دُعا میں سُننے والا ہے اور انہیں قبول کرنے یا نہ کرنے کے اختیارات وہی رکھتا ہے۔ اُس سے دُعا نہ مانگنا بے جا غرور ہے، اس کے سوا کسی اور سے دُعا مانگنا جہالت ہے، اور اس کے ساتھ دوسروں سے بھی دُعا مانگنا خدائی میں غیر خدا کو خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔

۱۰۔ اسلام کی رُو سے خدا کی حاکمیت صرف فوق الفطری ہی نہیں بلکہ سیاسی اور قانونی بھی ہے اور اس حاکمیت میں بھی کوئی اُس کا شریک نہیں۔ اُس کی زمین پر، اور اُس کے پیدا کیے ہوئے بندوں پر اُس کے سوا کسی کو حکم چلانے کا اختیار نہیں ہے، خواہ وہ کوئی بادشاہ ہو، یا شاہی خاندان ہو، یا حکمران طبقہ ہو، یا کوئی ایسی جمہوریت ہو جو حاکمیتِ عوام (SOVEREIGNTY OF THE PEOPLE) کی قائل ہو۔ اُس کے مقابلے میں جو خود مختار بنتا ہے وہ بھی باغی ہے، اور جو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی اطاعت کرتا ہے وہ بھی باغی۔ اور ایسا ہی باغی وہ شخص یا ادارہ ہے جو سیاسی و قانونی حاکمیت کو اپنے لیے مخصوص کر کے خدا کے حدود اختیار (JURISDICTION) کو شخصی قانون (PERSONAL LAW) یا مذہبی احکام ہدایات تک محدود کرتا ہے۔ فی الحقیقت اپنی زمین پر اپنے پیدا کیے ہوئے انسانوں کے لیے شریعت دینے والا (LAW GIVER) اس کے سوا نہ کوئی ہے، نہ ہو سکتا ہے، اور نہ کسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اُس کے اقتدارِ اعلیٰ (SUPREME AUTHORITY) کو چیلنج کرے۔

۱۵۔ الاحزاب: ۴، ۳۔ البقرہ: ۱۱۶، ۱۱۷۔ الانعام: ۱۰۲۔ المؤمنون: ۹۱۔ الکہف: ۵۴، ۵۵۔ مریم: ۳۵، ۳۶، ۳۷۔
 ۱۶۔ القصص: ۸۸۔ الزمر: ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸۔ الاعراف: ۵۸، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶۔ یونس: ۱۸۔ لقمن: ۱۳۔
 سبا: ۲۲۔ مَن: ۶۵۔ المؤمن: ۶۰۔ النحل: ۳۶۔
 ۱۷۔ الفرقان: ۴۳۔ التوبہ: ۳۱۔ الشوریٰ: ۲۱، ۲۲۔ المؤمنون: ۱۱۶۔ الناس: ۱، ۲، ۳۔ یوسف: ۴۰۔ الاعراف: ۳، ۴۔
 المائدہ: ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱

۱۱۔ اسلام کے اس تصورِ خدا کی رُو سے چند باقی فطری طور پر لازم آتی ہیں، (۱) خدا ہی اکیلا انسان کا مستحقِ معبود (یا بالفاظِ دیگر مستحقِ عبادت) ہے جس کے سوا کسی اور کی یہ حیثیت ہی نہیں ہے کہ انسان اُس کی عبادت کرے، (۲) وہی اکیلا کائنات کی تمام قوتوں پر حاکم ہے اور انسان کی دُعاؤں کا پورا کرنا یا نہ کرنا بالکل اُس کے اختیار میں ہے، اس لیے انسان کو صرف اسی سے دعا مانگنی چاہیے اور کسی کے متعلق یہ گمان تک نہ کرنا چاہیے کہ اس سے بھی دُعا مانگی جاسکتی ہے، (۳) وہی اکیلا انسان کی قسمت (DESTINY) کا مالک ہے اور کسی دوسرے میں یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ انسان کی قسمت بنا سکے یا بگاڑ سکے۔ اس لیے انسان کی اُمید اور اس کے خوف، دونوں کا مرجع بھی لازماً وہی ہے۔ اُس کے سوا نہ کسی سے اُمیدیں وابستہ کرنی چاہئیں، نہ کسی سے ڈرنا چاہیے۔ (۴) وہی اکیلا انسان اور اس کے گرد و پیش کی دُنیا کا خالق و مالک ہے، اس لیے انسان کی حقیقت اور تمام دنیا کے حقائق کا براہِ راست اور کامل علم صرف اسی کو ہے اور ہو سکتا ہے۔ پس وہی زندگی کی مچھلیچ (COMPLICATED) راہوں میں انسان کو صحیح ہدایت اور صحیح قانونِ حیات سے سکتا ہے۔ (۵) پھر چونکہ انسان کا خالق و مالک وہ ہے اور وہی اِس زمین کا مالک ہے جس میں انسان رہتا ہے اس لیے انسانوں پر کسی دوسرے کی حاکمیت یا خود اپنی حاکمیت سراسر کفر (BLASPHEMY) ہے۔ اور اسی طرح انسان کا خود اپنا قانون ساز (LAW GIVER) بنا، یا کسی اور شخص یا اشخاص یا اداروں کے اختیارِ قانون سازی کو ماننا بھی یہی نوعیت رکھتا ہے۔ اپنی زمین پر اپنی مخلوق کا حاکم اور قانون ساز حتماً صرف وہی ہو سکتا ہے، اور (۶) اقتدارِ اعلیٰ کا حقیقی مالک ہونے کی حیثیت سے اس کا قانون درحقیقت بالاتر قانون (SUPREME LAW) ہے اور انسان کے لیے قانون سازی (LEGISLATION) کا اختیار صرف اُسی حد تک ہے جس حد تک وہ اُس بالاتر قانون کے تحت اور اس سے مانوڈ ہو، یا اس کی دی ہوئی اجازتوں پر مبنی ہو۔

۱۲۔ اس مرحلے پر ہمارے سامنے اسلام کا دوسرا اہم ترین بنیادی عقیدہ آتا ہے، اور وہ ہے عقیدہ رسالت۔ رسول وہ شخص ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنا قانون انسان کو دیتا ہے، اور یہ قانون ہم کو رسول سے دو صورتوں میں ملتا ہے۔ ایک، کلامِ اللہ، جو لفظ بلفظ رسول پر نازل کیا گیا ہے، یعنی قرآن مجید۔ دوسرے وہ اقوال اور اعمال، اور احکامِ امر و نہی جو رسول نے اپنے پیروں کو خدا کی ہدایت کے تحت دیے، یعنی سنت۔ اِس عقیدے کی اہمیت یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو خدا پر ایمان محض ایک نظری (THEORETICAL)

فکر و خیال بن کر رہ جاتا ہے۔ عملاً جو چیز خدا پرستی کے عقیدے کو ایک تہذیب، ایک تمدن، اور ایک نظام حیات کی شکل میں ڈھالتی ہے وہ رسول کی فکری (IDEOLOGICAL) اور عملی رہنمائی ہے۔ اسی کے ذریعے سے یہیں قانون ملتا ہے اور وہی اس قانون کے منشا کے مطابق زندگی کا نظام قائم کرتا ہے۔ اسی لیے توحید کے بعد رسالت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص عملاً مسلم نہیں ہو سکتا۔

۱۳۔ اسلام میں رسول کی حیثیت اس طرح واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ ہم ٹھیک ٹھیک یہ بھی جان سکتے ہیں کہ رسول کیا ہے اور یہ بھی کہ وہ کیا نہیں ہے۔

رسول لوگوں کو اپنا نہیں بلکہ اللہ کا بندہ بنانے کے لیے آتا ہے، اور وہ خود بھی اپنے آپ کو اللہ کا بندہ ہی کہتا ہے۔ نماز میں ہر روز کم از کم، امر تیرہ جو کلمہ شہادت پڑھنے کی تعلیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دی ہے اس میں یہ فقرہ لازماً پڑھا جاتا ہے کہ: اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں)۔ قرآن مجید اس معاملہ میں کسی ادنیٰ اشتباہ کی گنجائش بھی نہیں چھوڑتا کہ رسول ایک انسان ہے اور خدائی (DIVINITY) میں اس کا ذرہ برابر بھی کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہ نہ فوق البشر ہے، نہ بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے، نہ خدا کے خزانوں کا مالک ہے، نہ عالم الغیب ہے کہ اس کو خدا کی طرح سب کچھ معلوم ہو۔ وہ دوسروں کے لیے نافع و ضار ہونا تو درکنار خود اپنے لیے بھی کسی نفع و ضرر کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کا کام پیغام پہنچا دینا ہے، اس کے اختیار میں کسی کو راہ راست پر لے آنا نہیں ہے، نہ انکار کرنے والوں کا محاسبہ کرنا اور ان پر عذاب نازل کر دینا اس کے اختیار میں ہے۔ وہ خود اگر اللہ کی نافرمانی کرے (معاذ اللہ)، یا اپنی طرف سے کوئی چیز گھڑ کر خدا کی طرف

۱۵ آل عمران: ۷۹ -

۱۵ النور: ۶۲ - الحجرات: ۱۵ -

۱۶ بخاری، کتاب ۱۰، ابواب ۱۵۳، ۱۵۴ - یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابی ماجہ، داریمی، مؤطا،

اور مسند احمد میں بھی روایت کی گئی ہے اور یہ متفق علیہ ہے۔

۱۷ الکہف: ۱۱۱ - حم السجدہ: ۶ - بنی اسرائیل: ۹۰ تا ۹۳ -

۱۸ الانعام: ۵۰ - الاعراف: ۱۸۸ - الانعام: ۱۷ - یونس: ۴۹ -

۱۹ الانعام: ۵۸، ۵۹ - الرعد: ۴۰ - القصص: ۵۶ - الزمر: ۴۱ - الخاشیہ: ۲۲ -

منسوب کر دے، یا خدا کی وحی میں بطور خود ذرہ برابر بھی رد و بدل کرنے کی جسارت کر ڈالے تو وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں سے ایک ہیں، رسالت سے بالا تر کسی حیثیت کے مالک نہیں ہیں۔ وہ اپنے اختیار سے کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام کرنے، یا بالفاظ دیگر خدا کے اذن کے بغیر بطور خود قانون ساز بن جانے کے مجاز نہیں ہیں۔ ان کا کام اس وحی کا اتباع کرنا ہے جو ان پر خدا کی طرف سے نازل ہو۔

اس طرح اسلام نے ان تمام مبالغوں سے نوع انسانی کو بچا لیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے انبیاء کے پیروں نے اپنے پیشواؤں کے حق میں کیے تھے، حتیٰ کہ ان کو خدا، یا اس کا ہم جنس، یا اس کی اولاد، یا اس کا اوتار (INCARNATION) تک بنا ڈالا تھا۔ اس طرح کے تمام مبالغوں کی نفی کر کے اسلام نے رسول کی جو اصل حیثیت بیان کی ہے وہ یہ ہے۔

رسول پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ دراصل اللہ کی اطاعت کرتا ہے کیونکہ اللہ نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ ہدایت وہی پاسکتا ہے جو رسول کی اطاعت کرے۔ رسول جو حکم دے اسے قبول کرنا چاہیے اور جس سے منع کرے اس سے رُک جانا چاہیے۔ (اس امر کی وضاحت خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی ہے کہ میں ایک بشر ہی ہوں۔ جو حکم میں تمہارے دین کے معاملہ میں رسول اس کی پیروی کرو اور جو بات اپنی رائے سے کہوں تو میں بھی ایک بشر ہوں۔ اپنی دنیا کے معاملات کو تم زیادہ جانتے ہو)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دراصل قرآن مجید کے منشا کی تشریح ہے، اور یہ تشریح قرآن مجید کے مصنف، یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو خود سکھائی تھی۔ اس لیے ان کی تشریح اپنے پیچھے خدائی سند (AUTHORITY) رکھتی ہے جس سے ہٹ کر کوئی شخص

۱۱ البقرہ: ۱۲۰، ۱۴۵۔ یونس: ۱۵۔ الحاقہ: ۲۴ تا ۲۷۔ آل عمران: ۱۴۴۔ لیس: ۳۔ الاحقاف: ۹۔ النجم: ۵۶۔

۱۲ النجم: ۱۔ النعام: ۵۰۔ یونس: ۱۵۔ الاحقاف: ۹۔ النور: ۶۲۔ الحجر: ۱۵۔

۱۳ آل عمران: ۵۰۔ النساء: ۶۳، ۸۰۔ الشراء: ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۶۳، ۱۶۹۔

الزخرف: ۶۳۔ نوح: ۳۔ النور: ۵۴۔ الحشر: ۷۔

۱۴ مسلم، کتاب ۴۳، حدیث ۱۳۹ تا ۱۴۱۔ مسند احمد، جلد اول، ص ۱۶۲۔ جلد ثالث ص ۱۵۲۔

قرآن مجید کی کوئی تشریح بطور خود کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کی زندگی کو نمونے کی زندگی قرار دیا ہے۔ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ رسول کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے۔ مسلمانوں کا یہ کام نہیں ہے کہ جس معاملے کا فیصلہ خدا اور رسول نے کر دیا ہو اس میں وہ خود کوئی فیصلہ کرنے کے مجاز ہوں۔ بلکہ مسلمانوں کا یہ کام بھی نہیں ہے کہ کسی پیش آمدہ معاملے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے یہ نہ دیکھ لیں کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم اس معاملے میں کیا ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کے ذریعہ سے انسان کو صرف ایک بالا تر قانون (SUPREME LAW) ہی نہیں دیا ہے، بلکہ مستقل اقدار (PERMANENT VALUES) بھی دی ہیں۔ قرآن مجید اور سنت میں جس چیز کو خیر قرار دیا گیا ہے وہ ہمیشہ کے لیے خیر ہے، جس چیز کو شر کہا گیا ہے وہ ہمیشہ کے لیے شر ہے، جو چیز فرض کی گئی ہے وہ ہمیشہ کے لیے فرض ہے، جس چیز کو حلال ٹھہرایا گیا ہے وہ ہمیشہ کے لیے حلال ہے، اور جو چیز حرام کی گئی ہے وہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے، اس قانون میں کسی قسم کی ترمیم، یا حذف و اضافہ، یا تیسخ (ABROGATION) کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہے، الا یہ کہ کوئی شخص، یا گروہ، یا قوم اسلام ہی کو چھوڑ دینے کا ارادہ رکھتی ہو۔ جب تک مسلمان مسلمان ہیں ان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ کل کا شر آج خیر ہو جائے، اور برسوں پھر شر ہو جائے۔ کوئی قیاس، کوئی اجتہاد، کوئی اجماع اس قسم کی تبدیلی کا مجاز نہیں ہے۔

۱۲۔ اسلام کا تیسرا بنیادی عقیدہ آخرت ہے، اور اس کی اہمیت یہ ہے کہ اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اور خدا، رسول، قرآن، کسی چیز کا ماننا بھی اسے کفر سے نہیں بچا سکتا۔ یہ عقیدہ اپنی تفصیلی صورت میں پھر لازمی تصورات پر مشتمل ہے۔

(۱) دنیا میں انسان غیر ذمہ دار (IRRESPONSIBLE) بنا کر نہیں چھوڑ دیا گیا ہے، بلکہ وہ اپنے خالق کے سامنے جواب دہ ہے۔ دنیا کی موجودہ زندگی دراصل انسان کے امتحان اور آزمائش

۱۹ النحل: ۴۴ - القیامہ: ۱۹ تا ۱۷ - ۲۵ الاحزاب: ۲۱ - ۲۳ النساء: ۶۵ -

۲۵ الاحزاب: ۳۶ - ۲۵ الحجرات: ۱ - ۲۵ الانعام: ۳۰، ۳۱ - یونس: ۴۵ -

الرعد: ۵ - المؤمنون: ۳۳ - الفرقان: ۱۱ - سبا: ۸۱۷ - ص: ۲۶ تا ۲۸ - ق: ۲ تا ۴ - المتعابن: ۷ -

کے لیے ہے۔ اس کے خاتمے کے بعد اسے اپنے کارنامہ حیات کا حساب خدا کو دینا ہوگا۔

(۲) اس محابے کے لیے اللہ نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ نوع انسانی کو دنیا میں کام کرنے کے لیے

جتنی مہلت دینے کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے اس کے اختتام پر قیامت برپا ہوگی جس میں دنیا کا موجودہ

نظام درہم برہم کر دیا جائے گا اور ایک دوسرا نظام عالم نئے طرز پر برپا کیا جائے گا۔ اُس نئی دنیا میں وہ تمام

انسان دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے جو ابتدائے آفرینش سے قیامت تک پیدا ہوئے تھے۔

(۳) اُس وقت ان سب کو بیک وقت خداوند عالم کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور ہر شخص کو اپنی

ذاتی حیثیت میں اُن اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی جو اس نے خود اپنی ذمہ داری پر دنیا میں کیے ہوں گے۔

(۴) وہاں اللہ تعالیٰ صرف اپنے ذاتی علم پر فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ عدل کی تمام شرائط پوری کی جائیں گی۔

ہر شخص کے کارنامہ حیات کا پورا ریکارڈ بے کم و کاست عدالت کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور بے شمار اقسام

کی شہادتیں اس امر کے ثبوت میں پیش کر دی جائیں گی کہ اُس نے خفیہ اور علانیہ کیا کچھ کیا ہے اور کس نیت

سے کیا ہے۔

(۵) اللہ کی عدالت میں کوئی رشوت، کوئی بے جا سفارش اور کوئی خلاف حق وکالت نہ چل سکے گی۔

کسی کا بوجھ دوسرے پر نہ ڈالا جائے گا۔ کوئی قریب سے قریب عزیز یا دوست یا لیڈر یا مذہبی پیشوا یا خود ساختہ

معبود کسی کی مدد کے لیے آگے نہ بڑھے گا۔ انسان وہاں تنہا بالکل بے یار و مددگار کھڑا ہوا اپنا حساب

دے رہا ہوگا، اور فیصلہ صرف اللہ کے اختیار میں ہوگا۔

۱۵ اکہف: ۷ - الملک: ۲ - القیظ: ۳۶ - الدہر: ۲ - التکویر: ۹، ۸ - المطففین: ۶ تا ۸ - الشکاثر: ۸ -

۱۶ الزمر: ۶۸ - الدخان: ۴۰ - الواقف: ۵۰، ۴۹ -

۱۷ الانعام: ۹۳، ۹۴ - مریم: ۹۶، ۸۱ -

۱۸ اکہف: ۴۹ - النور: ۲۴ - یس: ۶۵، ۱۲ - الزمر: ۶۹ - لحم السجدہ: ۲۰، ۲۱ - الزخرف: ۸۰ -

المجاثر: ۲۸، ۲۹ - ق: ۱۸، ۱۷ - الف: ۵۳، ۵۲ - الانفطار: ۱۰ تا ۱۲ - الطارق: ۱۰، ۹ - الزلزال: ۲ تا ۸ -

۱۹ البقرہ: ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸ - یونس: ۲۸ - ابراہیم: ۳۱، ۳۱ - الخل: ۸۶ - مریم: ۸۱، ۸۲ -

القصص: ۶۲ تا ۶۸ - فاطر: ۱۸ - المؤمن: ۱۸ - الاحقاف: ۶۱۵ - المعارج: ۱۰ تا ۱۴ - عبس: ۲ تا ۴ - الانفطار: ۱۹ -

(۶) فیصلے کا سارا دار و مدار اس بات پر ہوگا کہ انسان نے دنیا میں انبیاء کے بتائے ہوئے حق کو مان کر اور آخرت میں اپنی جواب دہی کو محسوس کر کے ٹھیک ٹھیک اللہ کی بندگی کی یا نہیں۔ پہلی صورت میں اس کے لیے جنت ہے، اور دوسری صورت میں دوزخ ہے۔

۱۵۔ یہ عقیدہ تین اقسام کے انسانوں کی زندگی کے طریقوں کو ایک دوسرے سے بالکل ہی مختلف کر دیتا ہے۔ ایک قسم کے انسان وہ ہیں جو آخرت کے قائل نہیں ہیں اور بس اسی دنیا کی زندگی کو زندگی سمجھتے ہیں وہ لامحالہ خیر و شر کا معیار اعمال کے اُن نتائج ہی کو سمجھیں گے جو اس دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہاں جس عمل کا نتیجہ اچھا یا مفید ہو وہ اُن کے نزدیک خیر ہوگا اور جس کا نتیجہ بُرا یا نقصان دہ ہوگا وہی ان کے نزدیک شر ہوگا۔ بلکہ بار بار اُن نتائج عمل کے لحاظ سے ایک ہی چیز ایک وقت میں خیر اور دوسرے وقت میں شر ہوگی۔ دوسری قسم کے آدمی وہ ہیں جو آخرت کو تو مانتے ہیں مگر ان کو یہ بھروسہ ہے کہ کسی کی سفارش اللہ کی عدالت میں انہیں بچا لے گی، یا کوئی ان کے گناہوں کا کفارہ پہلے ہی ملے چکا ہے، یا وہ اللہ کے چہیتے ہیں اس لیے انہیں بڑے سے بڑے گناہوں کی سزا بھی برائے نام دی جائے گی۔ یہ چیز عقیدہ آخرت کے تمام اخلاقی فوائد کو ضائع کر کے دوسری قسم کے لوگوں کو بھی پہلی قسم کے اشخاص کی صف میں لے جاتی ہے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو عقیدہ آخرت کو ٹھیک اُس شکل میں مانتے ہیں جس شکل میں اسلام انہیں پیش کرتا ہے، اور کسی کفار سے یا بے جا سفارش یا اللہ سے کسی خاص تعلق کی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں۔ ان کے لیے یہ عقیدہ ایک بہت بڑی اخلاقی طاقت رکھتا ہے۔ جس شخص کے ضمیر میں آخرت کا یقین اپنی صحیح صورت میں جاگزیں ہو جائے اُس کا حال ایسا ہوگا جیسے اس کے ساتھ ہر وقت ایک نگران لگا ہوا ہو جو بُرائی کے ہر ارادے پر اُسے ٹوکتا، ہر اقدام پر اُسے روکتا اور ہر عمل پر اُسے سرزنش کرتا ہے۔ باہر کوئی گرفت کرنے والی پولیس، کوئی شہادت دینے والا گواہ، کوئی سزا دینے والی عدالت، اور کوئی طاقت کرنے والی رائے عام موجود ہو یا نہ ہو، اس کے اندر ایک سخت گیر محتسب ہر وقت بیٹھا رہے گا جس کی پکڑ کے خوف سے وہ کبھی خلوٰت میں، یا جنگل میں، یا اندھیرے میں، یا کسی کُسنان جگہ میں بھی خدا کے مقرر کردہ فرض سے فرار، اور اس کے مقرر کردہ حرام کے ارتکاب کا حوصلہ نہ کر سکے گا، اور بالفرض اگر کر بھی گزرے تو بعد میں شرمندہ ہوگا اور توبہ کرے گا۔ اس سے بڑھ کر اخلاقی اصلاح، اور انسان کے اندر ایک مستحکم کردار پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ خدا کا بالا تر قانون جو مستقل و

۱۵ الکہف: ۱۰۵، ۱۰۶۔ القصص: ۶۵۔ الزمر: ۴۱۔ الملک: ۱۱ تا ۱۲۔ الانعام: ۳۴ تا ۴۱۔

۱۶ البقرہ: ۸۰، ۸۱، ۱۲۳، ۲۵۵۔ آل عمران: ۴۵، ۴۶۔ النساء: ۱۰۴ تا ۱۰۹۔ المائدہ: ۱۸۔ الانعام: ۵۱۔ یونس: ۳۔ طہ: ۱۰۹۔ النجم: ۲۶۔

انسان کو دیتا ہے اُن پر مضبوطی کے ساتھ انسان کے کار بند ہونے اور ان سے کسی حالت میں اس کے نہ ہٹنے کا انحصار اسی عقیدے پر ہے۔ اسی لیے اسلام میں اس کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو خدا اور رسالت پر ایمان بھی بے کار ہے۔

۱۶۔ اسلام جیسا کہ میں پیرا گراف لایبینان کر چکا ہوں، ایک پوری تہذیب، ایک جامع تمدن، اور ایک ہمہ گیر (COMPREHENSIVE) نظام حیات ہے، اور انسانی زندگی کے تمام گوشوں میں اخلاقی رہنمائی دیتا ہے، اس لیے اس کے اخلاقیات دراصل تارک الدنیا راہبوں اور جوگیوں اور سنیا سیوں کے لیے نہیں ہیں، بلکہ ان لوگوں کے لیے ہیں جو زندگی کے مختلف شعبوں کو چلاتے، یا ان کے اندر کام کرتے ہیں۔ اخلاقی کی جو بلندیاں دنیا، خانقاہوں، راہبوں اور صومعوں (CONVENTS > MONASTRIES > CLOISTERS) میں تلاش کرتی تھیں، اسلام ان کو زندگی کے بیچ منجھدار میں لے آنا چاہتا ہے۔ اس کا منشا یہ ہے کہ حکومتوں کے فرمانروا، صوبوں کے گورنر، عدالتوں کے جج، فوج اور پولیس کے افسر، پارلیمنٹوں کے ممبر، مایات اور صنعت و حرفت کے کارفرما، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ و طلبہ، بچوں کے باپ، باپوں کے بچے، عورتوں کے شوہر اور شوہروں کی عورتیں، ہمسایوں کے ہمسایے، غرض سب ان اخلاقیات سے آراستہ ہوں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہر گھر میں بھی اسی اخلاقی کی فرمانروائی ہو اور محلے اور بازار میں بھی اسی کا چلن ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ کاروبار کے سارے ادارے اور حکومت کے سارے محکمے اسی کی پیروی کریں۔ سیاست سچائی اور انصاف پر مبنی ہو۔ قومیں سچی شناسا اور ادائے حقوق پر ایک دوسرے سے معاملہ کریں۔ جنگ بھی ہو تو شرافت اور تہذیب کے ساتھ ہونے کہ بھیڑیوں کی سی زندگی کے ساتھ۔ انسان جب خدا ترسی اختیار کرے، خدا کے قانون کو بالا تر مان لے، خدا کے سامنے اپنی جواب دہی کو یاد رکھ کر مستقل اقدار کا پابند ہو جائے، تو پھر اس کی یہ صفت صرف عبادت گاہ تک محدود نہیں رہتی چاہیے بلکہ جس حیثیت میں بھی وہ دنیا کے اندر کام کر رہا ہے خدا کے سچے اور وفادار بندے کی طرح ہی کام کرے۔

یہ ہے مختصراً وہ چیز جس کا اسلام علمبردار ہے۔ اور یہ محض کسی فلسفی کی خیالی جنت (UTOPIA) نہیں ہے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عملاً برپا کر کے دکھا دیا اور آج چودہ سو برس گزر جانے پر بھی اس کے اثرات مسلم معاشرے میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔